حیاتِ امام مسلم بن حجاج القشیریؒ

BIOGRAPHY OF IMAM MUSLIM IBN HAJJAJ AL-QASHIRI

محمد حسان سعید (لیکچرار، نیشنل یونیورسٹی آف کمپیوٹر اینڈ ایمرجنگ سائنسز، کراچی کیمپس)
محمد شہزاد (اسسٹنٹ پروفیسر، نیشنل یونیورسٹی آف کمپیوٹر اینڈ ایمرجنگ سائنسز، کراچی کیمپس)
حافظ محمد ثانی (اسسٹنٹ پروفیسر، وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی)

ABSTRACT

Prophet Muhammad (Peace be upon him) asked the Ummat to build a strong bond with Quran and Sunnah. However, it was not possible to hold these, till both were not maintained in their original form. The science of Hadith has a significant role in the preservation of this Islamic Intellectual Heritage. It became possible because of the tremendous efforts of the Muslim Scholars who spent their entire lives in learning and spreading the Islamic knowledge. Imam Muslim bin Hajjaj al Qushairi 578 AD is one of the most enthusiastic, popular, and authentic personalities in the field of science of Hadith and among the bibliography of the narrators of Hadiths. His compilation *As-Sahih Al-Jamey* has a major contribution in preservation of Hadith. It is considered as the second most authentic book after The Quran. The paper discusses in details about the life of this intellectual personal, his journeys, his teachers, his students, his status, and his other research works.

Keywords: Imam, Muslim bin Hajjaj, Hadith, Sahih Muslim, As-Sahih Al-Jamey.

نام ونسب

عساکر الدین ابوالحسین مسلم بن حَجاج بن مسلم بن وَرد بن کوشاذ القُشیری۔[1] مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ قشیری النسب ہیں اور یہ بنو قشیر کی طرف منسوب ہے جو کہ عرب کے مشہور معروف قبائل میں سے ایک ہے۔اسی وجہ سے آپؒ قشیری کہلاتے ہیں۔ بہت سے علماء کا تعلق اس سے رہا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ خالص عربی النسب ہیں۔[2]

وطن

نیشاپور آپ کا مولد و مسکن ہے۔اس نسبت سے آپ نیشاپوری کہلاتے ہیں۔ نیشاپور کا شمار اس وقت کے اہم علمی مراکز میں ہوتا تھا۔ خصوصاً علمِ حدیث میں اس شہر کو امتیازی شان حاصل تھی۔اسی وجہ سے علامہ سخاوی نے اسے ”دار السّنة و العَوالي“ کے نام سے یاد کیا ہے۔[3] اس شہر کی طرف علماء کے رجوع کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تیسری صدی ہجری میں یہاں کے رہنے والے علماء اور باہر سے آنے والے علماء کی تعداد 1375 بتائی گئی ہے۔ چناں چہ یاقوت حَموی کا قول ہے: معدن الفضلاء ومنبع العلماء۔[4]

تاریخِ ولادت

امام مسلم کی تاریخِ ولادت کے بارے میں چار اقوال ہیں:

پہلا قول: 201ھ، جیسا کہ ذہبی نے العبر میں ماہ رجب میں امام کی وفات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے: ولہ ستون سنۃ۔[5] اور آپ کی وفات بالاتفاق 261ھ ہے۔ اس لحاظ سے ولادت کی تاریخ 201ھ بنتی ہے۔ ابن العماد حنبلی نے شذرات میں اس قول کی موافقت کی ہے۔[6]

دوسرا قول: 202ھ، اس قول کے قائلین میں بروکلمان اور سزکین ہیں۔ انھوں نے کچھ یوں کہا ہے: ولد سنۃ202ھ، وقیل سنۃ 206ھ۔[7]

تیسرا قول: 204ھ، اس قول کو ذہبی نے غیر یقینی انداز میں ذکر کیا ہے۔[8] ابن کثیر[9] ابن حجر[10] ابن تغری بردی[11] نے 204ھ کے قول کو جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

چوتھا قول: 206ھ یہ حاکم کا قول ہے۔ چناں چہ فرماتے ہیں:

وبه قال الحاكم وذلك فيما سمعه من ابن الأخرم: توفي مسلم بن حجاج عشية يوم الأحد ودفن يوم الإثنين لخمس بقين من رجب سنة إحدى وستين ومائتين وهو ابن خمس وخمسين سنة وهذا يتضمن، كما قال ابن الصلاح: إن مولده كان فى سنة ست ومائتين۔[12]

"امام مسلم نے اتوار کی شام وفات پائی، 261ھ پیر کے دن آپ کو سپردِ قبر کیا گیا بوقت وفات عمر مبارک 55 سال تھی۔ اس حساب سے سنِ پیدائش 206ھ ہی ہوا۔ یہی امام ابن الصلاح کی رائے بھی ہے۔"

ڈاکٹر عبدالرحمن طوالبہ کی تحقیق

اس موقع پر ڈاکٹر عبدالرحمن طوالبہ اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والصحيح – فيما يبدو لي - القول الأخير، وأن ولادته سنة 206هـ، 821م في خلافة المامون، لأن أول من ذكر سنة وفاته وتقديره سنة ابن الأخرم۔ (ت 344هـ) صاحب "المستخرج على صحيح مسلم"، ونقله عنه تلميذه الحاكم (ت405هـ) في كتاب "علماء الأمصار" وكتاب "المزكين لرواة الأخبار"، وعن كتاب "علماء الأمصار" نقل ابن الصلاح (ت643هـ) وابن خلكان (ت681هـ)، وقال إنه تملك من نفس النسخة التي نقل منها شيخه ابن الصلاح۔[13] وابن الصلاح[14] والنووي[15] عن كتاب "المزكين لرواة الأمصار"۔ وبه جزم طاش كبرى زاده حيث قال: والصحيح أنه ولد في سنة ست ومائتين۔[16] ويلاحظ أن ابن الأخرم والحاكم وابن الصلاح والنووي ممن استدت عنايتهم بالإمام مسلم. مصنفاته وهذا أدعى إلى التحقيق والتدقيق۔[17]

"ڈاکٹر طوالبہ کی تحقیق کے مطابق آخری قول راجح ہے کہ آپ کی ولادت خلافتِ مامون کے زمانے میں 206ھ میں ہوئی ہے، اس

لیے کہ سب سے پہلے سنِ وفات کا ذکر ابن الاخرم صاحبِ مستخرج صحیح مسلم نے کیا ہے، حاکم نے جو ان کے شاگرد ہیں ان ہی سے نقل کیا ہے۔ نَوَوِی اور ابن الصلاح کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ طاش کبرہ زادہ نے بڑے یقین کے ساتھ تاریخ پیدائش 206ھ کا قول ذکر کیا ہے، اور یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ابن الاخرم، حاکم، ابن الصلاح اور نووی یہ وہ حضرات ہیں جن کا امام مسلم اور انکی تصانیف سے خاص تعلق رہا ہے۔"

تعلیم

امام مسلم نے ایک علمی خاندان میں پرورش پائی۔ آپ کے والد حجاج بن مسلم شیوخ میں سے تھے۔[18] آپ کے والد کی کامل توجہ آپ کی طرف منعطف تھی۔ آپ نے ابتدائی بنیادی تعلیم اپنے والد ہی سے حاصل کی۔ البتہ اس زمانے کے دستور کے موافق آپ کو مکتب بھیجا گیا۔ جہاں آپ نے دیگر بچوں کی طرح تعلیمِ قرآن اور کتابت کی تحصیل فرمائی۔ اس ابتدائی لازمی مرحلہ کی تکمیل کے بعد اگلا مرحلہ شروع ہوا۔ اب آپ نے شیوخ کے پاس آنا جانا اور سماع شروع فرمادیا۔ گویا یہ اس زمانے کا طرزِ تعلیم تھا۔ آپؒ کے شیخ امام بخاریؒ اپنے بارے میں فخریہ فرماتے تھے:

بأنه ألهم حفظ الحديث وهو فى الكتاب، ومع ذلك فلم يخرج من الكتاب إلا بعد العشر۔[19]

"وہ حفظ الحدیث کی طرف اس وقت متوجہ ہوئے جب وہ کتابت کی تحصیل میں مصروف تھے۔ اور دس سال کی عمر کے بعد اس سے فارغ ہوئے۔"

طلبِ حدیث

امام مسلم علمِ حدیث کی تحصیل کی طرف چھوٹی عمر میں متوجہ ہوئے ہیں۔ چناں چہ آپ کا پہلا سماع 218ھ۔[20] میں ثابت ہے جب کہ آپ کی عمر 12 سال تھی، آپ نے اپنے شہر کے مختلف شیوخ سے کثیر تعداد میں روایات کا سماع کیا ہے۔ سماع حدیث کے سلسلے میں سب سے پہلا نام یحیی بن معین بن بکیر التمیمی نیشاپوری (ت226ھ) کا آتا ہے۔[21] اس کے علاوہ نیشاپور میں جن سے آپ نے سماعِ حدیث کیا ہے ان میں اسحق بن راہویہ (ت238ھ)[22] قتیبہ بن سعید (ت240ھ) ہیں۔ یہ حضرات قرنِ ثالث سے تعلق رکھتے ہیں جو روایتِ حدیث، نقدِ حدیث اور تدوینِ علمِ حدیث کے اعتبار سے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔[23]

تحصیلِ علم حدیث سے متعلق امام مسلمؒ کا طرزِ عمل

ڈاکٹر عبدالرحمن طوالبہ نے اس سلسلے میں ایک لطیف نکتہ امام صاحب کے طرزِ عمل سے متعلق بیان کیا ہے:

وصنيع مسلم في السماع من شيوخ بلاده قبل السماع من غيرهم ينسجم مع آداب طالب الحديث في البدء بالمدن القريبة قبل الرحلة إلى الآفاق. وهو اليسر وأقل كلفة، وأقوى في التثبت والضبط، ومن حفظ وفهم في مكان القريب السهل بغير عناء فإن ذلك يساعده على الحفظ والفهم في المكان البعيد الصعب۔[24]

"امام مسلم کا سماعِ حدیث میں طریقہ، پہلے اپنے شہر کے شیوخ سے استفادے اور پھر دوسرے شیوخ کی طرف متوجہ ہونے کا رہا ہے، جیسا کہ طالب الحدیث کے آداب سے متعلق ہے کہ دور دراز علاقوں کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے قریبی شہر سے ابتداء کرے، یہ آسان ہے اور اس میں مشقت بھی کم ہے اور تثبت واتقان کے اعتبار سے زیادہ مؤثر ہے۔ جو اس طرح بغیر مشقت کے اپنے قریبی مقام سے تحصیل کر لیتا ہے تو یہ اس کے لیے دور دراز اور پُر مشقت ماحول میں حفظ و فہم کے لیے معین و مددگار ثابت ہوتا ہے۔"

امام مسلمؒ کا ذریعۂ معاش

امام مسلمؒ تاجر تھے۔[25] ومتجره بخان محمش۔[26] "خانہ محمش امام مسلم کی تجارت گاہ تھا۔" چناں چہ محمد بن عبدالوھاب فراء(ت 272ھ) کا بیان ہے: كان (مسلمؒ) بَزَّازاً۔[27] "آپ نے کسبِ معاش کیلئے بَزازی اختیار کی۔"

چناں چہ امام مسلم کے آبائی وطن نیشاپور کی خوشحالی کے بارے میں علامہ حِمْیَری فرماتے ہیں:

وليس بخراسان مدينة أصح هواء ولا أرحب فناء ولا أشد عمارة ولا أمكن تجارة ولا أكثر سابلة ولا أغزر فائدة من نيسابور، ويرتفع منها من أصناف البز وفاخر الثياب القطن والقز ما يعم البلاد وتؤثره الملوك ويتنافس فيه الرؤساء۔[28]

"خراسان بھر میں نیشاپور سے بڑھ کر کوئی شہر ایسا نہ تھا جس کا ماحول صاف ستھرا، میدانی زمینیں کشادہ، عمارتیں مضبوط، تجارت مستحکم اور بے پناہ فائدے والا ہو۔ یہاں سے قسم ہا قسم کے عمدہ کاٹن اور ریشم کے کپڑے چہار دانگ عالم میں برآمد کئے جاتے جنہیں بادشاہان ممالک زیب تن کیا کرتے اور رؤساء جس کی حرص کرتے۔ امام مسلم صاحبِ ثروت تھے اور خوشحال زندگی گزارتے تھے۔"[29]

لیکن ان کا یہ مال و دولت اور تجارت اشاعتِ حدیث کے لیے رکاوٹ کے بجائے مؤید تھا۔ چناں چہ حاکم کا بیان ہے:

قال الحاكم النيسابوري(ت405ھ):وسمعت أبي يقول:رأيت مسلم بن حجاج يحدّث بخان محمش۔[30]

"حاکم فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ امام مسلم خان محمش (جو کہ آپ کا مقام تجارت تھا) میں حدیث بھی بیان کرتے تھے۔ آپ کی تجارت دراصل آخرت کی تجارت تھی، اپنا مال خیر کے کاموں میں خرچ کرتے تھے، اہل نیشاپور پر آپ کی خاص عنایت تھی، حقیقت میں آپ محسنِ نیشاپور تھے۔"[31]

دوسری طرف آپ نے بلادِ اسلامیہ کے سفر بھی کیے اور ایک سے زیادہ مرتبہ کیے۔[32] ظاہر ہے ان اسفار کے لیے زادِ راہ، سواری اور خرچے کی کس قدر ضرورت ہوتی ہوگی یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ یہ ضرورت اسی تجارت سے پوری فرماتے تھے۔

امام مسلمؒ کے اخلاق وصفات

امام مسلم کے اخلاق و صفات سے متعلق علماء متفق اللسان ہیں کہ آپ اعلیٰ اخلاق سے متصف، نہایت سخی اور بہترین منتظم تھے، غیبت و حسد اور سب و شتم جیسی روحانی بیماریوں سے کوسوں دور تھے اس سلسلے میں آپ کے معاصرین کے چند اقوال پیشِ خدمت ہیں۔ امام حاکم فرماتے ہے:

سمعت أبي يقول: رأيت مسلم بن الحجاج يحدّث بخان محمش، فكان تامّ القامة، أبيض الرأس واللحية۔[33]

"میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے خان محمش میں امام صاحب کو حدیث بیان کرتے دیکھا ہے، آپ دراز قد تھے، سر اور ڈاڑھی مبارک کے بال سفید تھے۔"

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ فرماتے ہیں:

أنه ما اغتاب أحدا في حياته، ولا جرب ولا شتم۔[34]

"آپ نے ساری زندگی کسی کی غیبت کی نہ کسی کے ساتھ سبّ وشتم کیا۔"

حافظ ذہبیؒ آپ کی خدمتِ خلق کی صفت کی وجہ سے آپ کو "محسنِ نیشاپور" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔[35]

حسنِ ترتیب اور انتظام کے اعتبار سے آپ اپنے اہل علاقہ کی طرح ایک خاص مقام رکھتے تھے، جن کے بارے میں کہا گیا ہے:

وله ملكة حسنة و يضع الأشياء في مواضعها هو يتّصف بما وصف به أهل نيسابور، من أنهم: أهل رئاسة وسياسة، وحسن ملكة، ووضع للاشياء في مواضعها۔[36]

ملحوظہ: چناں چہ حسنِ ترتیب وانتظام کا ایک مظہر امام صاحب کی تصنیف صحیح مسلم بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصرین نے حسنِ صناعت اور وضع وترتیب کے اعتبار سے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دی ہے جیسا کہ اس بارے میں مشہور شعر ہے:

تخاصم قوم في البخارى و مسلم لدي وقالوا أي ذين تقدم

فقلت لقد فاق البخارى صحة كما فاق في حسن الصناعة مسلم [37]

امام مسلمؒ کا خاندان

آپؒ کی عائلی زندگی سے متعلق ہمیں خاطر خواہ معلومات نہیں ملتیں، اس سلسلے میں حاکم کا یہ قول معمولی رہنمائی کرتا ہے:

رأيت من أعقابه من جهة البنات في داره ولم يعقب ذكرا۔[38]

"مجھے امام صاحب کے گھر میں ان کی بچیوں سے متعلق تو معلوم ہے لیکن اولادِ نرینہ آپ کی نہیں تھی۔"

امام مسلمؒ کا مذہب

امام مسلم کے مذہب کے سلسلے میں ہمیں مختلف اقوال ملتے ہیں:

حاجی خلیفہ وغیرہ کی رائے: حاجی صاحب نے آپ کو شافعی المذہب بتایا ہے۔[39]

نواب صدیق حسن خاں صاحب کی رائے: نواب صاحب سے بھی آپ کا شافعی ہونا منقول ہے۔[40]

ابن ابی یعلیٰ کی رائے: محقق ابن ابی یعلی نے طبقاتِ حنابلہ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔[41]

محمد بن عبدالرحمن العليمي المقدسي الحنبلي کی رائے: علیمی نے المنہج الاحمد فی تراجم اصحاب امام احمد نے بنا بر سماع امام احمد بن

حنبل آپ کا تذکرہ حنابلہ میں کیا ہے۔[42] لیکن بہر حال آپ کے حنبلی المسلک ہونے کی صراحت نہیں کی ہے۔

صاحبِ فتح الملہم علامہ شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں: آپ مقلّدِ محض تھے، نہ ہی مجتہدِ مطلق، البتہ علماءِ حدیث و فقہ میں سے تھے بلکہ اہلِ حدیث فقہاء مثلاً امام مالک، امام شافعی اور احمد بن حنبل کی رائے کی طرف آپ کا میلان تھا۔[43]

امام مسلمؒ کا زمانہ

امام مسلم کا زمانہ 206ھ تا 261ھ قرنِ ثالث کہلاتا ہے۔ یہ علوم و فنون کے عروج کا زمانہ کہلاتا ہے۔ خاص کر علمِ حدیث میں اس کی خاص شان تھی۔

فشهد هذا القرن: فمنه ما بدأه الصحابة ومن بعدهم من الائمة من أجل المحافظة على السنة من حيث التدوين والنقد والتأليف فيهما۔[44]

"حدیث اور علم اس زمانے میں خوب پھلا پھولا ہے۔ اور تدوین حدیث کے حوالے سے یہ زمانہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ اس زمانے کو حدیث اور سنت کے اعتبار سے بارونق زمانہ کہا گیا ہے۔ أزهى عصور السنة وأسعدها بأئمة الحديث وتأليفهم الخالدة۔[45] "نیز یہ زمانہ بڑے بڑے محدثین، ماہر ترین ناقدینِ حدیث اور مؤلفینِ حدیث کا زمانہ رہا ہے۔" (فهو عصر) كبار المحدثين وحذاق الناقدين ومهرة المؤلفين۔[46] "خاص کر یہ زمانہ یحیی بن معین (ت 233ھ) علی بن المدینی (ت 234ھ) اسحاق بن راہویہ (ت 238ھ) امام احمد بن حنبل (ت 241ھ) امام بخاری (ت 256ھ) امام ابوزرعہ (ت 264ھ) امام ابن ماجہ (ت 275ھ) امام ابوداؤد (ت 275ھ) اور ابو حاتم (ت 277ھ) جیسے اساطینِ علم و فن کا زمانہ کہلاتا ہے۔"[47]

امام مسلمؒ کے علمی اسفار

امام مسلم نے سب سے پہلے اپنے وطن نیشاپور اور اپنے شہر خراسان[48] میں روایات کے ایک بڑے ذخیرے کا سماع کیا ہے۔ اس کے بعد آپ بیرونی اسفار کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ چناں چہ امام نووی لکھتے ہیں:

أحد الرحالين في طلبه إلى أئمة الأقطار والبلدان[49] وكانت رحلاته واسعة [50] جدا. طاف خلالها البلاد الإسلامية عدة مرات۔[51]

"آپ نے طلبِ حدیث کے لیے دور دراز کے شہروں کے سفر کیے ہیں۔ آپ نے مختلف اسلامی ممالک کے متعدد اسفار کیے ہیں۔"

آپ کے بیرونی اسفار کی ابتداء 220ھ بتائی جاتی ہے، اُس وقت آپ کی عمر 14 سال تھی۔ آپ کا یہ سفر حج کی ادائیگی کے لیے تھا۔ چناں چہ علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

وحجّ في سنة عشرين ومائتين وهو أمرَد۔[52]

"آپ نے 220ھ میں حج کا سفر کیا۔ اس وقت آپ بے ریش تھے۔"

اس مبارک سفر میں آپ نے امام قعنبی (ت 221ھ) اور ان کے پائے کے دیگر محدثین سے سماع کیا اور علوِ سند حاصل کی۔ امام ابن الصلاح اور امام نووی کے بقول حجاز میں آپ نے سعید بن منصور (ت 227ھ) ابو مصعب زھری (ت 242ھ) وغیرہ سے سماع کیا۔[53] امام ذہبی اور علامہ ابن کثیر کا قول ہے:

وسمع بالحرمين يعني المدينة والمكة۔[54]

''آپ نے حرمین یعنی مکہ اور مدینہ میں بھی سماع کیا ہے۔''

اس کے علاوہ آپ نے عراق، بصرہ، بغداد، بلخ، کوفہ، شام، مصر، ری وغیرہ کا سفر بھی کیا ہے۔[55]

امام مسلمؒ کے شیوخ

امام مسلم کے وہ شیوخ جن سے آپ نے اپنی الجامع المسند الصحیح میں روایت لی ان کی تعداد 220 تک پہنچتی ہے۔[56] ذہبی نے تذکرہ میں جن کے حالات ذکر کیے ہیں ان کی تعداد 84 ہے، جو حفّاظِ حدیث میں سے ہیں۔[57] امام مسلم نے اپنی کتاب میں اپنے تمام شیوخ سے روایت نہیں لی ہے۔

امام مسلمؒ کے وہ شیوخ جن کی روایت مسلم شریف میں نہیں ملتی

- علی بن الجعد (ت 230ھ)
- علی بن المدینی (ت 234ھ)
- محمد بن اسمٰعیل البخاری (ت 256ھ)
- محمد بن یحیی الذھلی (ت 258ھ)۔[58]

امام مسلمؒ کے چار مشہور شیوخ

- امام القعنبی (ت 221ھ)
- امام یحیي بن یحیي بن بکیر نیشاپوری (ت 226ھ)
- امام بخاری (ت 256ھ)
- امام ابوزرعہ رازی (ت 264ھ)۔[59]

امام مسلمؒ کے وہ چند شیوخ جن سے صحیح مسلم میں زیادہ روایات مروی ہیں

نمبر شمار	اسمائے گرامی	تعدادِ مرویات	تاریخ وفات
1	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ[60]	1540	235ھ
2	زہیر بن حرب[61]	1281	234ھ

3	محمد بن مثنی[62]	772	252ھ
4	قتیبہ بن سعید[63]	668	240ھ
5	محمد بن عبداللہ بن غیر[64]	573	234ھ
6	محمد بن علاء ہمدانی[65]	556	247ھ
7	محمد بن بشار[66]	460	252ھ

امام مسلمؒ کے تلامذہ

امام مسلم کی علوِّشان اور علمِ حدیث میں آپ کے مقام کی بدولت شرق و غرب کے طالبانِ علمِ حدیث کثرت سے آپ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ کیوں کے آپ نے بکثرت اسفار کیے ہیں لہذا آپ کے تلامذہ نا صرف نیشاپور بلکہ بیرونِ نیشاپور بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ چناں چہ رَی میں آپ سے ابن ابی حاتم رازی نے سماع کیا ہے۔[67] بغداد کے متعدد اسفار میں یحی بن صاعد اور محمد بن مخلد کا نام آتا ہے۔[68] آپ کے تلامذہ میں سے 38 حضرات وہ ہیں جنہوں نے امام صاحب کے علم سے وافر حصہ پایا ہے اور آپ کی مؤلفات کو عام کیا ہے۔ ان کے تراجم سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں سے 26 تو حفّاظ ہیں۔[69] جن کے حالات ذہبی نے تذکرہ میں قلمبند کیے ہیں، جو اپنے زمانے کے کبار محدثین اور حفاظ میں سے ہیں۔[70] امام مسلمؒ ان عبقری شخصیات میں سے ہیں جن سے روایت کرنے والوں میں ان کے شیوخ بھی ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) محمد بن عبدالوہاب الفراء[71] (۲) علی بن حسین بن ابی عیسی الہلالی[72]

امام مسلمؒ کے چند مشہور تلامذہ

ابو بکر بن خزیمہ (ت 223ھ) صاحب الصحیح ابو حاتم رازی (ت 227ھ) ابن ابی حاتم رازی (ت 327ھ) صاحب الجرح والتعدیل ابو عوانہ اسفرائینی (ت 316ھ) صاحب المستخرج عن صحیح مسلم ابو عیسی الترمذی (ت 272ھ) صاحب السنن۔[73]

امام مسلمؒ کی تالیفات

امام مسلم کثیر التصانیف شخصیت رہے ہیں۔ آپ نے علمِ حدیث اور دیگر علوم و فنون میں کئی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، مثلاً عِلَل، اُوہام المحدثین، طبقات، الاَسماء والکنی، منفردات، وحدان، اِلاخوۃ والاَخوات اور مخضرمین وغیرہ۔ علامہ ذہبی سیر میں امام صاحب کی جملہ تصانیف کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ثم سرد الحاکم تصانیف له لم أذکر ها۔[74] ”آپ کی بہت ساری کتابیں تو آج تک نامعلوم ہی رہی ہیں۔“

بہر کیف آپؒ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ الاَسامی والکنی یا الاَسماء والکنی یا الکنی[75] ۲۔ التمییز ۳۔ الجامع الصحیح ۴۔ رجال عروۃ بن زبیر ۵۔ المنفردات والوحدان ۶۔ الطبقات ۷۔ الاَخوۃ والاَخوات من العلماء والرّواۃ ۸۔ اَسماء الرجال[76] ۹۔ الاَفراد ۱۰۔ افراد الشامیین من الحدیث عن رسول اللہ

رب العالمين ١١۔ الأقران ١٢۔ انتخاب مسلم علی أبي احمد الفراء ١٣۔ الإنتفاع بأهب السباع ١٤۔ الأوحاد ١٥۔ الأولاد الصحابة ومن بعدهم من المحدثين۔[77]

وفات

امام مسلمؒ کی وفات بالاتفاق اتوار کی شام 25 رجب[78] 261ھ[79] بمطابق 6 مئی 578م بعمر 55 سال ہوئی ہے۔[80] میدانِ زیاد نصر آباد نیشاپور سے باہر آپ کی قبر مبارک ہے۔[81] وکان قبره يزار[82] آپ کی مقبرہ زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ چناں چہ حاکم فرماتے ہیں:

وبه قال الحاكم وذلك فيما سمعه من ابن الأخرم: توفي مسلم بن حجاج عشية يوم الأحد ودفن يوم الإثنين لخمس بقين من رجب سنة إحدى وستين ومائتين وهو ابن خمس وخمسين سنة وهذا يتضمن، كما قال ابن الصلاح: إن مولده كان فی سنة ست ومائتين۔[83]

سببِ وفات

آپ کی وفات کا واقعہ جہاں عجیب وغریب ہے وہاں طالبانِ علمِ حدیث کے لیے درسِ عبرت بھی ہے۔ چناں چہ روایت ہے: مجلس میں کسی نے آپ سے ایک حدیث سے متعلق دریافت کیا جس کے بارے میں امام صاحب کو معلوم نہیں تھا۔ آپ گھر تشریف لائے اور گھر والوں سے کہہ دیا کہ کوئی مداخلت نہ کرے۔ گھر والوں نے بطورِ ہدیہ آئی ہوئی کھجوروں کی تھیلی آپ کے سامنے رکھ دی۔ چناں چہ آپ حدیث تلاش کرتے رہے اور ایک کے بعد ایک کھجور کھاتے رہے یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی اور حدیث مل گئی۔[84] چناچہ امام حاکم پورا قصہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

أنه مرض منها ومات. فكان سبب وفاته ناشئا عن غمرة فكريّة علميّة۔[85]

"اسی سبب آپ بیمار ہوئے اور انتقال فرمایا۔ دراصل یہی علمی فکر واستغراق آپ کی وفات کا سبب بنا۔"

امام مسلمؒ کی عظمتِ شان

امام مسلم کی جلالتِ شان اور محدّثانہ عظمت کی ایک دنیا قائل رہی ہے۔ آپ کی طبعی حذاقت اور فنِ حدیث میں یدِ طولیٰ کے پیشِ نظر جہاں بعد والوں نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے وہاں خود آپ کے اساتذہ نے بھی آپ کے بارے میں بلند کلمات ارشاد فرمائے ہیں، جو آپ کے امامِ حدیث ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ چند اقوال بطورِ نمونہ پیشِ خدمت ہیں۔

امام مسلمؒ اپنے مشائخ کی نظر میں

آپؒ کے استادِ عظیم اسحق بن راہویہ آپؒ کی ذکاوت وذہانت کو دیکھتے ہوئے فرماتے تھے:

أيّ رجل يكون هذا۔[86] "اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ یہ شخص مستقبل میں کتنا بڑا آدمی بنے گا۔"

ابو عمرو المستملیؒ جیسے اساتذہ آپؒ کے وجود کو باعثِ خیر جانتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لن نعدم الخير ما أبقاك الله للمسلمين۔[87] "جب تک آپ زندہ ہیں ہم خیر سے محروم نہیں ہوں گے۔"

آپؒ کے استاذ محمد بن عبدالوہاب الفراءؒ کہتے ہیں:

كان مسلم بن الحجاج من علماء الناس، ومن أوعية العلم، ما علمته إلا خيرا۔[88]

"مسلم بن حجاج علماء الناس اور علم کے محافظین میں سے ہیں، میں ان کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا۔"

آپؒ کے شیخ محمد بن بشارؒ کہتے ہیں: حافظ الدنیا چار ہیں: امام ابوزرعہ رازی (رَی میں)، امام مسلم (نیشاپور میں)، امام عبداللہ دارمی (سمرقند میں)، امام محمد بن اسماعیل (بخاری میں)۔[89]

امام مسلمؒ دیگر علماء کی نظر میں

شیخ یافعیؒ مرأۃ الجنان میں کہتے ہیں:

قال اليافعي: ومناقبه مشهورة، سيرته مشكورة۔[90] "آپ کے مناقب معروف ہیں اور سیرت قابل قدر ہے۔"

خطیب بغدادی کی رائے:

قال الخطيب: أحد الأئمة من حفاظ الحديث۔[91] "آپ کا شمار ائمہ حفاظ الحدیث میں ہوتا ہے۔"

علامہ سمعانی کہتے ہیں:

قال السمعاني: أحد أئمة الدنيا۔[92] "جن علماء نے پوری دنیا پر اپنی امامت کا سکہ بٹھایا ہے آپ ان میں سے ایک ہیں۔"

امام نوویؒ کہتے ہیں: آپ اہلِ حفظ واتقان میں سے تھے۔[93]

ابن خلّکان کہتے ہیں: آپ ائمہ حفاظ اور اونچے درجے کے محدّث ہیں۔[94]

علامہ ذہبیؒ کی نظر میں:

قال الذهبي في(التذكرة):الإمام الحافظ حجة الإسلام۔[95] وفي(السير)الإمام الكبير الحافظ المجوّد الصادق۔[96] وفي(العبر)أحد أركان الحديث۔[97]

"ذہبی نے آپؒ کو امام، حافظ، حجۃ الاسلام، الامام الکبیر، مجوّد، صادق اور حدیث کی بنیادوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔"

ابو بکر الجارودؒ کہتے ہیں:

كان من أوعية العلم۔[98] "آپ علم کے سب سے بڑے محافظ تھے۔"

طاش کبری زادہ کہتے ہیں:

بل هو إمام خراسان في الحديث بعد البخاري۔[99] "امام مسلم، امام بخاری کے بعد خراسان کے امام ہوئے ہیں۔"

حوالہ جات

(1) جمال الدين أبو الحجاج يوسف المزي، **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**، (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1403ھ-1983م)، ج:3، ص:1324؛ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، **تذكرة الحفاظ**، (بيروت: دار الكتب العلمية)، ج:2، ص:588؛ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذہبی، **سير أعلام النبلاء**، (بيروت: مؤسسة الرسالة)، ج:12، ص:557

(2) أبو سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني، **كتاب الأنساب**، (بيروت: دار الجنان، 1408ھ)، ج:10، ص:155؛ عز الدين أبو الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم ابن الأثير الجزري، **اللباب في تهذيب الأنساب**، (بيروت: دار الكتب العلمية، 1420ھ)، ج:3، ص:37؛ أبو عمرو بن صلاح، **صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط والحماية والسقط**، (بیروت، دار الغرب الإسلامی، 1404ھ - 1984م)، ص:57؛ أبو زكريا محي الدين يحي بن شرف بن مري بن حسن بن حسين بن حزام، **تهذيب الأسماء واللغات**، (بيروت: دار الفكر، 1996م)، ج:2، ص:89

(3) شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي، **الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ**، (بيروت: دار الكتب العلمية)، ص: 666

(4) أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي، **معجم البلدان**، (بيروت: دار الفكر)، ج:5، ص:331؛ زكريا بن محمد بن محمود القزوينی، **آثار البلاد وأخبار العباد**، (بيروت: دار الصادر)، ص:473

(5) شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذہبی، **العبر في خبر من ذهب**، (بيروت: دار الكتب العلمية)، ج:2، ص:23

(6) أبو الفلاح عبد الحي الدمشقي المعروف ب ابن عماد، **شذرات الذهب في أخبار من ذهب**، (دمشق: دار ابن كثير، 1406ھ)، ج:1، ص:145

(7) كارل بروكلمان، **تاريخ الأدب العربي**، (القاهرة: دار المعارف)، ج:3، ص:179؛ الدكتور فؤاد سزكين، **تاريخ التراث العربي**، (الرياض: وزارة التعليم العالي)، ج:1، ص:263

(8) الذہبی، **تذکرہ**، ج:2، ص:588، الذہبی، **سیر**، ج:12، ص: 558

(9) محمد إسماعيل ابن كثير، **البداية والنهاية**، (پشاور: المكتبة الحقانية)، ج:11، ص:34 قال: وكان مولده في السنة التي توفي فيها الشافعي وهو سنة أربع ومائتين.

(10) أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني، **تهذيب التهذيب**، (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1416ھ)، ج:10، ص:127

(11) أبي المحاسن يوسف بن تغري الأتابكي، **النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة**، (بيروت: دار الكتب العلمية، 1413ھ)، ج:3، ص:33

(12) ابن صلاح، **الصيانة**، ص:64

(13) شمس الدين أحمد بن محمد ابن خلكان، **وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان**، (بيروت: دار الصادر)، ج:5، ص:195

(14) ابن صلاح، **الصيانة**، ص:64

(15) أبو زكريا محيي الدين يحي بن شرف النووي، **تهذيب الأسماء واللغات**، (بيروت: دار الفكر، 1996م)، ج:2، ص:92؛ أبو زكريا يحي بن شرف بن مري النووي، **المنهاج شرح صحيح مسلم**، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1392ھ)، ج : 1، ص:11

(16)طاش کبری زادہ احمد بن مصطفی، **مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم**،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ،1985م)،ج:2،ص:8

(17)الدکتور محمد عبدالرحمن طوالبۃ، **الإمام مسلم ومنہجہ فی صحیحہ**،(عمان: دار عمار، 1421 ھ - 2000م)،ص:17

(18) العسقلانی، **تہذیب**،ج:10،ص : 127

(19)طوالبۃ، **الإمام مسلم**،ص:18

(20) الذہبی، **تذکرہ**،ج:2،ص:588

(21) الذہبی، **سیر**،ج:12،ص:558

(22)ابن صلاح، **صیانۃ**،ص:57

(23) طوالبۃ، **الإمام مسلم**،ص:18

(24)مرجع سابق،ص:19

(25) الذہبی، **العبر**،ج:2،ص:23؛ابن عماد، **شذرات**،ج:1،ص:145

(26) الذہبی، **سیر**،ج:12،ص:570

(27) ابن حجر، **تہذیب**،ج:10،ص:127

(28)محمد بن عبدالمنعم الحمیری، **الروض المعطار فی خبر الأقطار**،(بیروت، مؤسسۃ ناصر للثقافۃ،2008م)،ص:588

(29) الذہبی، **العبر**،ج:2،ص:23

(30) الذہبی، **سیر**،ج:12،ص:570

(31) الذہبی، **العبر**،ج:2،ص:23

(32)شبیر احمد العثمانی الدیوبندی، **فتح الملہم**،(بیروت: دار احیاء التراث العربی،1426ھ - 2006 م) ج:1،ص:100

(33) الذہبی، **سیر**،ج:12،ص:570

(34) الدیوبندی، **فتح الملہم**،ج:1،ص:100

(35) الذہبی، **العبر**، ج:2،ص:23

(36)طوالبۃ، **الامام مسلم**، ص: 21

(37)الدیوبندی، **فتح الملہم**،ج:1،ص:268

(38)أبوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النسیابوری، **معرفۃ علوم الحدیث وکمیۃ أجناسہ**،(بیروت، دار ابن حزم،1424ھ - 2003م)،**ص:** 52

(39) حاجی خلیفۃ کاتب چلپی مصطفی بن عبداللہ، **کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون**،(بیروت: دار احیاء التراث العربی)،ج:1ص:555

(40) أبوالطیب صدیق حسن خان القنوجي، **الحطہ في ذکر الصحاح الستۃ**،(بیروت، دار الجیل،)، ص: 198

(41)أبوالحسین محمد بن أبي یعلی الفرّاء الحنبلي، **طبقات الحنابلۃ**،(الریاض، دارۃ الملک عبدالعزیز،1419 ھ)،ج:1،ص: 237

(42) عبدالرحمن بن محمد بن عبدالرحمن العلیمي المقدسي الحنبلي، **المنہج الأحمد في تراجم أصحاب إمام أحمد**،(بیروت: دار الصادر،1997م)،ج:1،ص:221

(43)الدیوبندي، **فتح الملہم**، ج:1،ص:101

(44) طوالبۃ، **الامام مسلم**،ص:62

(45)الدکتور مصطفی السباعي، **السنۃ ومکانتہا في التشریع الإسلامي**،(الأردن: دار الوراق،)،ص: 105

(46) محمد محمد أبوزھو، **الحدیث والمحدثون**،(الریاض: الرئاسۃ العامۃ،1404 ھ - 1984م)،ص: 367

(47) طوالبۃ، **الإمام مسلم**،ص:26-23

(48) ابن الاثیر، **اللباب**،ج:3،ص:38

(49) النووي، **تہذیب الاسماء**،ج : 2،ص:91

(50) ابن صلاح، **صیانۃ**،ص:56

(51) سزکین، **تاریخ التراث**،ج:1،ص:263

(52) الذہبی، **سیر**،ج:12،ص:558

(53) ابن صلاح، **صیانۃ**،ص:57

(54)ابن کثیر، **البدایۃ**،ج:11،ص:33

(55) طوالبۃ، **الإمام مسلم**،ص:36-29

(56)المزي، **تہذیب**،ج:3،ص:1324

(57) الذہبی، **التذکرہ**،ص:383

(58) ابن صلاح، **صیانۃ**،ص:98؛طوالبۃ، **الإمام مسلم**،ص:43-39

(59)طوالبۃ، **الإمام مسلم**،ص:49-43

(60) العسقلاني، **تہذیب**،ج:6،ص:4

(61) مرجع سابق،ج:3،ص:344

(62)العسقلاني، **تہذیب**،ج:9،ص:427

(63)العسقلاني، **تہذیب**،ج:8،ص:361

(64)مرجع سابق،ج:9،ص:283

(65)مرجع سابق،ج:9،ص:386

(66)مرجع سابق ،ج:9،ص:73

(67) عبدالرحمن بن أبي حاتم محمد بن إدريس الرازي، **الجرح والتعديل**،(بيروت: دار إحياء التراث العربي،1271ھ)،ج:8،ص: 182

(68)الفراء، **طبقات الحنابلة**،ج:2،ص:337

(69) الذہبی، **التذکرہ**،ص:567

(70) النووي، **شرح مسلم**،ج:1،ص: 10

(71) الذہبی، **سیر**،ج:12،ص:562

(72) المزي، **تهذيب**،ج:3،ص: 325

(73)طوالبۃ، **الإمام مسلم**،ص:78

(74)الذہبی، **سیر**،ج:12،ص:579

(75) ابن ندیم، **الفہرست**،ص: 286

(76) النووی، **شرح مسلم**،ج:4،ص:64

(77) إسماعيل باشا البغدادي، **هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين**،(بيروت: دار إحياء التراث العربي،1370 ھ)،ج:2،ص:431

(78)الفرّاء، **طبقات،ج:1،ص:339**؛أبوالفضل عبدالرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي، **طبقات الحفاظ**،(بيروت: دار الكتب العلمية،1403ھ - 1983م)،ص: 261؛محمد إسماعيل ابن كثير، **البداية والنهاية**،(پشاور: المكتبة الحقانية)،ج:11،ص:34؛طاش کبری زادہ، **مفتاح**،ج:6،ص:9

(79) طوالبۃ، **الإمام مسلم**،ص:26

(80)ابن صلاح، **صيانة**،ص:64؛النووي، **شرح مسلم**،ج:1،ص:11؛ابن خلكان، **وفيات**،ج:5،ص: 195

(81)ابن خلكان، **وفيات**،ج:5،ص: 195

(82) الذہبی، **تذکرہ**،ص:590؛ابن صلاح، **صيانة**،ص:66

(83)ابن صلاح، **الصيانة**،ص:64

(84) المزي، **تهذيب**،ج:3،ص:1325

(85) ابن صلاح، **صيانة**،ص:66

(86) الذہبی، **التذکرہ**،ص:579

(87)ابن صلاح،**صیانۃ**،ص:63،64

(88)الذہبی،**سیر**،ج:12،ص:579

(89) الذہبی،**التذکرہ**،ص:589

(90)طوالبۃ،**الإمام مسلم**،**ص**:36

(91)الخطیب،**تاریخ**،ج:13،ص:100

(92) السمعاني،**الأنساب**،ج:10،ص:155

(93) النووي،**تهذیب الأسماء**،ج:2،ص:91

(94) ابن خلکان،**الوفیات**،ج:5،ص:194

(95) الذہبی،**التذکرہ**،ص:588

(96)الذہبی،**سیر**،ج:12،ص:557

(97) الذہبی،**العبر**،ج:2،ص: 23

(98)ابن حجر،**التہذیب**،ج:10،ص:128

(99)طاش کبری زادہ،**مفتاح**،ج:2،ص: 8